مکارم الاخلاق

تصنیف

حضرت سید **محمد نوربخش** قہستانی قدس سرہ

(متوفی ۸۶۹ ھ)

ترجمہ و تحقیق

علی محمد ہادی شگری

ناشر

تصوف و ملفیر سوسائٹی (رجسٹرڈ) گلاب پور
شگر سکردو

www.nyfpk.org

رسالہ ـــــــــ مکارم الاخلاق

تصنیف ـــــــــ سید محمد نوربخش قہستانی قدس سرہٗ

ترجمہ و تحقیق ـــــــــ علی محمد ہادی

کتابت ـــــــــ عظیم اللہ۔ قادر آباد گجرات، (میرپور آزاد کشمیر)

تاریخ طباعت ـــــــــ اپریل ۱۹۹۴ء

مطبع ـــــــــ فیض الاسلام پرنٹنگ پریس راولپنڈی

ناشر ـــــــــ تصوف ویلفیر سوسائٹی رجسٹرڈ گلاب پور شگر سکردو

ہدیہ ـــــــــ ۱۱۔ روپے

ملنے کے پتے

۱:۔ مولانا محمد رضا سریکی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد جی 7/1، گلی نمبر 45

۲:۔ محمد ایوب/ مرزا حسین غالب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کنوداس گلگت

۳:۔ مولانا مہدی زمان جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ سٹلائٹ ٹاؤن سکردو

Scan By:
NYF Pakistan (manzoor/Mehmood Unit) Karachi
www.facebook.com/NYFOfficialPage

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

الحمد للہ جعل الایمان باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر ملا کالدینہ الاسلام والصلوٰۃ والسلام علی مکمل الشرائع وخاتم النبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی اصحابہ اجمعین۔

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ سماجی تنظیم تصوف ویلفیئر سوسائٹی رجسٹرڈ گلاب پور شگر کے اشاعتی پروگرام کی ابتدائی جھلک رسالہ مکارم الاخلاق ہے۔ یہ رسالہ غوث المتاخرین حضرت شاہ سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ کی عارفانہ فارسی تصنیف ہے۔ جو کہ اہل ایمان کے لیے سرمایہ حیات ہے۔

عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیمات سید علیہ الرحمہ کو عام کرنے کی غرض سے میرے محترم دوست نامور مترجم اور محقق مفتی علی محمد ہادی شگری رسالہ ہذا کو اُردو ترجمہ کا جامہ پہنانے کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

فاضل مترجم نے عمدہ اسلوب میں اُردو ترجمہ کے ساتھ مطلب کو واضح کرنے کی سعی جمیل کی ہے اور رسالہ ہذا میں موجود اشعار کا منظوم اُردو ترجمہ کر کے علمی دنیا میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ اس سلسلے میں موصوف بہت ہی آفرین وتحسین کے مستحق ہیں مجھے ترجمہ کی صحت سے کلی اتفاق ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں تعلیمات غوث المتاخرین علیہ الرحمہ کو عام کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قلب وقالب را زعرفان سوز بخش
عارفش گردان بحق نوربخش

خیر اندیش

سید نواز حسین غفرلہ ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ خطیب وامام خانقاہ معلّٰی گلاب پور شگر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اما بعد :- انسان جسم وجان کا مرکب ہے۔ جسم کو صورت اور ظاہر اور جان کو سیرت اور باطن بھی کہتے ہیں۔ جس طرح روح کی تکمیل جسم کے بغیر ناممکن ہے اسی طرح تکمیلِ جسم یا اُس کی بقا بھی روح کے بغیر نہیں ہو سکتی جسم وجان کے اتصال کے زمانے کو "زندگی" کہتے ہیں اور جب ان میں مفارقت ہوتی ہے تو اسے موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ انسان جسے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے، کا یہ شرف ان دونوں اجزاء کی مناسب نشوونما اور موزوں تربیت سے ہی حاصل ہوتا ہے مناسب تربیت اور موزوں نشوونما سے جسم وجان کو اوجِ کمال تک پہنچانے کو تکمیلِ انسانیت کہتے ہیں۔

جن عناصر سے انسانی جسم ترکیب پاتا ہے، اُن کے انسانی روح پر گہرے اثرات پڑتے ہیں بعض اثرات مثبت جبکہ کچھ منفی بھی ہوتے ہیں۔ ان اثرات کے علاوہ روح کے کچھ اپنے تقاضے بھی ہوتے ہیں جن کا خدا تعالےٰ کی طرف سے دیئے ہوئے لطیفۂ غیبی سے تعلق ہوا کرتا ہے۔ یہ تقاضے سراسر نورانی اور مثبت ہی ہوا کرتے ہیں۔ جسم کی جانب سے روح پر مرتب ہونے والے اثرات کا جن کا تعلق نفس سے ہوتا ہے، ہمیشہ ٹکراؤ رہتا ہے۔ یہ ٹکراؤ اس لیے ہوتا ہے کہ ان مثبت اور منفی اثرات میں سے دونوں فریق کی یہی تگ و دو ہوتی ہے کہ متاعِ حیات یعنی روح پر اُس کا اپنا تسلط قائم ہو نفس وہوا اور شیطانی قوتیں ہمیشہ منفی اثرات کی گرفت کو روح پر سخت سے

سخت تر کرنے میں ہمیشہ ان کا ساتھ دیتی ہیں۔ جب ان منفی اثرات میں انسانی باطن جکڑ جاتا ہے تو اُس پر جسے "ضمیر" بھی کہتے ہیں ایسی موت طاری ہو جاتی ہے۔ جو انسانی جسم کے قفس عنصری سے شاہباز روح پرواز کر جانے سے طاری ہونے والی موت سے بھی زیادہ خطرناک اور عبرت انگیز ہوتی ہے اور وہ لطیفۂ غیبی جسے خدا تعالےٰ نے انسان کو ودیعت کئے ہوئے ہے اور خیر و صلاح کا منبع ہے، اللہ تعالےٰ اٹھا لیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جن کا ضمیر مرا ہوا ہوتا ہے، ان کی مختلف فکری رجحانات اور ان گنت عملی مشاغل کی بناء پر قرآن مجید میں کہیں "مردہ" کہا گیا ہے، کہیں "انعام" سے تشبیہ دی گئی ہے اور کہیں "شیطان" کا نام بھی دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس گرفت کی وجہ سے حق و باطل میں امتیاز پیدا کر کے راہ حق پر چلنے چلانے کی جو "حس" ہوتی ہے وہ ختم ہوتی ہے، جب وہ حس خواہ قوت عاقلہ سے تعلق رکھتی ہو خواہ قوتِ باصرہ یا قوت سامعہ سے، ختم ہو جاتی ہے تو انسان حیاتِ فانی میں ہی جسم کو نفسانی خواہشات کے مطابق پروان چڑھانے کو مقصد حیات سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ حقیقت میں تو یہ اُسے تباہی کے گھڑے میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ اس کے برخلاف جب کسی انسان کو تائید خداوندی، شاملِ حال ہو جاتی ہے تو اُس کے مثبت اثرات لطیفۂ غیبی کی مدد سے منفی اثرات کو ختم کر کے نفس و ہوا اور شیطان کو بھی زیر کرتے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے انسان کو روح کی جسم سے مفارقت کے باوجود لافانی حیات عطا ہونے کی وجہ سے "زندۂ جاوید" کہا گیا ہے۔ شریعتِ مقدسہ نے منفی اثرات کو "اخلاق سیئہ" اور "مثبت اثرات" کو "اخلاقِ حسنہ" سے تعبیر کیا ہے یہ اخلاق حسنہ" کو مکارم الاخلاق بھی کہتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام

کے تمام تر تبلیغی سلسلے، اولیاءِ عظام کی کاوشیں اور علماء فخام کی اولوالعزمیاں انسانیت کو بُرے اخلاق کی تباہ کاریوں سے بچا کر اچھے اچھے اخلاق سے آباد کرنے میں صرف ہوئی ہیں۔

جاننا چاہیے کہ "اخلاق"، "خلق"، کی جمع ہے اس مادے میں تین حرف ہیں "خ، ل، ق"، یہی مادہ "خَلْق"، کا بھی ہے۔ صرف "خ" کے ضمہ اور فتحہ کا فرق ہے۔ "خُلق"، "خ" کے پیش کے ساتھ عادات واطوار کو کہتے ہیں جبکہ "خ" کے زبر کے ساتھ "پیدا کرنا"، کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، دراصل دونوں کی حقیقت ایک ہے فرق صرف استعمال کا ہے۔ "خُلق"، ان اطوار وکیفیات میں استعمال ہوتا ہے جن کا ادراک "بصیرت" سے ہوتا ہے اور "خَلق" کا استعمال اُن اعضاء وجوارح میں ہوتا ہے جن کا ادراک "بصر" یعنی آنکھ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَالْخَلْقُ وَالْخُلُقُ فِي الْاَصْلِ وَاحِدٌ كَالشَّرْبِ وَالشُّرْبِ وَالصَّرْمِ وَالصُّرْمِ لٰكِنْ خُصَّ الْخَلْقُ بِالْهَيْئَاتِ وَالْاَشْكَالِ وَالصُّوَرِ الْمُدْرَكَةِ بِالْبَصَرِ۔ وَخُصَّ الْخُلُقُ بِالْقُوٰى وَالسَّجَايَا الْمُدْرَكَةِ بِالْبَصِيْرَةِ۔ وَالْخَلَاقُ مَا اكْتَسَبَهُ الْاِنْسَانُ

ترجمہ:۔ شَرب اور شُرب اور صَرم اور صُرم کی طرح خَلق اور خُلق بھی ایک ہی چیز ہیں لیکن "خَلق" کا استعمال ان ہیئتوں شکلوں اور صورتوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا ادراک آنکھ کرتی ہے اور "خُلق"، اُن قوتوں اور عادات واطوار کے ساتھ مخصوص ہے جن کا علم صرف بصیرت سے ہوتا ہے۔ اور جو فضل وکمال انسان اپنے اخلاق سے حاصل

مِنَ الفَضِیلَۃِ بِخُلُقِہٖ۔ کرتا ہے اُسے "خلاق" کہتے ہیں۔

مفردات القرآن ص۱۵۸

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ انسانی اخلاق فطرت الٰہی کا ایک حصہ ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے

"فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ"۔ فرما کر واضح انداز میں اشارہ کیا ہے۔

ترجمہ:- اللہ کی جو فطرت ہے اس میں تبدیلی بالکل نہیں آسکتی۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اخلاق فطرت الٰہی کا حصہ ہے اور اس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے تو اخلاقی اقدار کے حصول میں تگ و دو کرنا بیکار نہیں ہے؛ جب ایک آدمی اخلاق کا برا ہے تو کیونکر وہ خوش خلق بن سکتا ہے؟

جواب:- اس شبہ کا ازالہ اس طرح ہو گا کہ واقعی اخلاق فطرت کا حصہ ہے جب انسان خدا تعالےٰ کی مخلوق ہے تو اس کے اطوار و عادات کا خالق بھی خدا تعالےٰ ہی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض حکماء کہتے ہیں کہ جس طرح ایک پستہ قد انسان کوشش و محنت سے قد آور نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک بد خلق آدمی محنت و ریاضت سے خوش خلق نہیں ہو سکتا۔ حکماء کے ایک گروہ نے اس نظریہ کی بھرپور انداز میں تردید کرتے ہوئے کہا کہ اخلاق کلیتہً تبدیل ہو سکتے ہیں۔

گہری نظر سے اگر دیکھا جائے تو حق کا راستہ ان دونوں مکاتب فکر کے بین بین ہی دکھائی دیتا ہے۔ جس پر صوفیائے کرام چل کر قرب الٰہی کے پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ "نیک و بد" یا "سیئہ و حسنہ" بذاتِ خود اخلاق نہیں بلکہ یہ اخلاق کی صفات ہیں۔ گو اخلاقی ماہیات کا استیصال ناممکن ہے پر انسان کی کوشش سے ان اخلاقی ماہیات کی کیفیات اور صفات بدلی جا سکتی ہیں۔ اخلاق بذاتِ خود ایک جسم کی مانند ہے اور اس کی مختلف

کیفیات اُن کپڑوں کی طرح ہیں جنہیں وہ زیب تن کیے ہوئے ہے تو جسم کا استیصال تو ناممکن اور غیر فطری ہے لیکن اُس جسم پر خراب کپڑوں کی بجائے عمدہ کپڑوں کو راس کرنا فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

اگر اخلاقی کیفیات و اوصاف کا تبدیل کرنا ناممکن ہو تو نہ صرف نیک و بد کا تصوّر ختم ہوتا ہے بلکہ شرائع کا لایعنی، جزا و سزا کا تصوّر لغو اور حکمت خداوندی کا عبث ہونا لازم آتا ہے، تصوفِ اسلامی کی بنیاد ہی اسلام نے اخلاقی اقدار کی بُری صفتوں کا علاج کر کے صحت مند اوصاف کی حامل بنانے پر رکھی ہے، مثلاً اسلام "غصہ" کے استیصال کا حکم نہیں دیتا کیونکہ غصّہ کا فقدان بذات خود ایک اخلاقی بیماری ہے جسے "جبن" یعنی بزدلی کہتے ہیں۔ بلکہ اسے پی جانے کا حکم دیتا ہے جس سے نہ صرف روحانی تشنگی دور ہوتی ہے بلکہ ناقہ صالح کو اسے مناسب موقع پر دوبارہ استعمال میں لا کر "شجاعت" جیسی بلند اخلاقی قدر حاصل کرنا ہوگی۔

اسی طرح "شہوت" ایک اخلاقی قدر ہے اس کے استیصال سے دوسری اخلاقی بیماری جنم لے گی اس لیے اسلام نے وہ آداب سکھائے جن سے انسان "عفت" جیسی دولت سے مالا مال ہوتا ہے،

مکارم کسے کہتے ہیں؛ متذکرہ بالا باتوں کی تائید لفظ مکارم سے بھی ہوتی ہے جو اخلاق کے لیئے صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے کیونکہ "مکارم" "مکرمۃ" کی جمع ہے اس کا مادہ "ک، ر، م" پر مشتمل ہے جو کہ لطف و احسان اور بزرگی و عظمت کے معنی دیتا ہے۔ انسان اپنی بُری خصلتوں کو ختم کر کے اچھی اچھی عادتوں اور کمالات کا حصول کرتا ہے تو بڑے بڑے کمالات کو مکارم کہتے ہیں۔ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:۔

اَلْكَرَمُ إِذَا وُصِفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ فَهُوَ اِسْمٌ لِإِحْسَانِهٖ وَإِنْعَامِهِ الْمُتَظَاهِرِ ..... وَإِذَا وُصِفَ بِهِ الْإِنْسَانُ فَهُوَ اِسْمٌ لِلْأَخْلَاقِ وَالْأَفْعَالِ الْمَحْمُوْدَةِ الَّتِيْ تَظْهَرُ مِنْهُ۔

مفردات القرآن ص۴۲۹

ترجمہ:۔ "کرم" کو اگر اللہ تعالےٰ کی صفت کے طور پر استعمال کرے تو یہ حق تعالیٰ کے اُن الطاف اور انعامات کو کہیں گے جو وہ اپنے بندوں پر کرتے ہیں۔ اور جب یہ انسان کی صفت ہو تو یہ اس کے اُن اچھے افعال اور اخلاق کو کہتے ہیں جو اس سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: اَلْكَرَمُ كَالْحُرِّيَّةِ إِلَّا أَنَّ الْحُرِّيَّةَ قَدْ تُقَالُ فِي الْمَحَاسِنِ الصَّغِيْرَةِ وَالْكَبِيْرَةِ وَالْكَرَمُ لَا يُقَالُ إِلَّا فِي الْكَبِيْرَةِ۔

مفردات القرآن ص۴۲۹

ترجمہ:۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ "کرم" حریت کا مترادف ہے لیکن "حریت" یعنی آزاد منشی کا اطلاق ان خوبیوں پر بھی ہوتا ہے جو چھوٹی ہوں اور ان خوبیوں پر بھی جو بڑی ہوں جبکہ کرم کا اطلاق بڑی خوبیوں پر ہی ہوتا ہے۔

"کرم" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وَكُلُّ شَيْءٍ شَرُفَ فِيْ بَابِهٖ يُوْصَفُ بِالْكَرَمِ

مفردات القرآن ص۴۲۹

ترجمہ:۔ کوئی بھی چیز جو اپنی ہم جنسوں میں سب سے بہتر ہو، "کرم" سے موصوف کرتے ہیں۔

درج بالا تفصیلات کی روشنی میں "مکارم الاخلاق" کا یہی مفہوم نکلا کہ

انسان کا اوجِ شرف پر جلوہ آرا ہونے کا مدار اسی بات پر ہے کہ وہ بلند اخلاقی اقدار کا مالک ہو، فرمان خداوندی

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ (القرآن)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔

سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ کرم ستودہ افعال ہی کو کہتے ہیں۔ ان پسندیدہ افعال میں وہی سب سے زیادہ بہتر اور لائق قدر ہوگا جسے صرف خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لیے انجام دیا گیا ہو پس جو انسان اپنے نمایاں کارناموں کی انجام دہی میں صرف خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کو مدنظر رکھتا ہے، وہی متقی ہے لہٰذا اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ عظمت و بزرگی والا سب سے زیادہ تقویٰ والا ہی ہوگا۔

یہی حقیقت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

خِیَارُکُمْ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقاً (الحدیث)

ترجمہ:۔ تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جن کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خلقِ حسن والوں کے ساتھ محشور کریں آمین۔

رسالہ مکارم الاخلاق:۔

حضرت سید محمد نوربخشؒ کا یہ رسالہ سالکانِ راہِ حق کے لیے ایک متاعِ بیش بہا ہے۔ راہِ سلوک طے کرنے کے لیے رہبر و مرشد کے نہ ہونے کی صورت میں بھی اگر اس رسالہ کو مشعلِ راہ بنایا جائے تو سالک قدم

قدم پر ٹھوکر کھانے سے بچ جاتا ہے کیونکہ اس رسالہ میں جملہ امراض قلبی کے علاج کے لیے زود اثر اور مجرب نسخوں کا استعمال بتایا گیا ہے۔ اگر کسی کو رسالہ ہذا میں مندرجہ ہدایات کی روشنی میں روحانی بیماریوں کا علاج کرنے کی توفیق ہو جائے تو وہ یقیناً فرمانِ خداوندی

"اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ" (القرآن) ترجمہ: مگر وہ جو صاف دل کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جائے۔

کا مصداق ٹھہر کر قربِ الٰہی سے ہمکنار ہو گا۔

بعض اربابِ قلم نے اس رسالہ کا حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کی طرف بھی انتساب کیا ہے۔ اس انتساب کی بنیاد رسالہ ہذا کا آپ کے چند مجموعہائے رسائل کے ضمن میں پائے جانے کے علاوہ کسی اور چیز پر نہیں ہے۔ رسالہ کے مندرجات اور تحقیق رسالہ مذکورہ کا حضرت سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ ہی کا ہونے پر یقین پیدا کرتی ہے۔ اسی رسالہ کے افتتاحیہ میں موجود عبارت "سلام" خصوصاً بر صاحب وقتی کہ مسمی بہ اسحق است" سے نہ صرف اس کا حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ کا ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ یہ رسالہ حضرت سید محمد نوربخش کی اُن تصنیفات میں سے ایک ہے جنہیں آپ نے اپنے پیر و مرشد اور حضرت شاہ ہمدان کے خلیفہ و داماد، حضرت خواجہ اسحاق ختلانی شہیدؒ کی زندگی میں لکھا ہے۔

رسالہ مکارم الاخلاق کے قلمی نسخے:-

برادر محترم مولانا غلام حسن سہروردی نوربخشی کی تحقیق کے مطابق دنیا کی مختلف لائبریریوں میں رسالہ ہذا کے حسب ذیل قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

۱- نسخہ خطی برٹش میوزیم

۲۔ نسخہ خطی اکیڈمی خاورشناسی تاجکستان سوروی شمارہ ۲۰۷۸

۳۔ نسخہ خطی فرہنگستان تاشقند شوروی شمارہ ۲۰۲۶

۴۔ نسخہ خطی کتاب خانہ مرکزی دانشگاہ تہران شمارہ ۱۶۶۶

۵۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۳۶۵۴

۶۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۲۴۴

۷۔ 〃 برانت لائبریری بلتستان

احقر نے رسالہ کی تیاری میں آخرالذکر دونوں نسخوں سے استفادہ کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو بھی اور دولت اسلام سے محروم لوگوں کو بھی جملہ روحانی بیماریوں سے صحت یاب اور نفسانی آلودگیوں سے پاک و صاف بنائے۔ آمین

علی محمد ہادی

ایم ۔ اے ، بی ۔ ایڈ

فاضل علوم عربیہ

۶ / رمضان ۱۴۱۴ھ

۱۷ / فروری ۱۹۹۴م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

شکر و سپاس حکیمی را کہ لطائف
ملکوتی را بکثائف ملکی ممتزج
گروانید جہتِ تکمیلِ مراتب
عرفان۔ و قوائی علوی را بر بنائی
سفلی ارسال فرمود جہت ترویجِ
اعمالِ صالحہ و اخلاقِ مرضیہ
از رأس المال ایمان

ترجمہ:۔ حمد و ثنا اس ذات باحکمت کے
لیے جس نے درجاتِ معارف کی تکمیل
کے واسطے "عالمِ ملکوت" کی لطافتوں
کو "عالمِ مُلک" کی کثافتوں سے ملایا اور
(انسان کی) اطاعت گزاری اور ایمان کی بدولت
نیکیوں اور اچھی اچھی عادتوں کی ترویج کے
لیے بالائی قوتوں کو زیریں بنیاد پر پہنچا دیا۔

و صلوات نامیات بر سرورِ
موجودات کہ مشفیِ مرضیٰ ذمایم اخلاق
است و بر ورثہ و آل و اصحابِ
بزرگوارش کہ اطبآء دار الشفاء
دنیا اند خصوصاً بر صاحبِ وقتیکہ
مسمیٰ باسحق است ، باد

ترجمہ:۔ بابرکت درود ہو سرورِ موجودات
صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بُرے اخلاقی
مریضوں کے معالج ہیں اور آپ کی علومِ
نبوت کے وارث آل اور برگزیدہ صحابہ
کرام پر جو دنیاوی شفا خانے کے ڈاکٹر
ہیں۔ خصوصاً شیخِ وقت پر درود و سلام ہو
جن کا نامِ نامی "اسحق" ہے۔

اما بعد بدانکہ بشہادتِ
باعدالت حضرت ختم الرسل
و مقتدا و ہادی طرقِ مستقیمہ
سُبُلِ دنیائی دنی زندانِ
روحانیان و اربابِ
قلوب است

ترجمہ:۔ اما بعد۔ جان لو
حضرت ختم المرسلین پیشوائے دین
اور ہادیٔ راہِ مستقیم کی عادلانہ گواہی
کی رُو سے اس گھٹیا دنیا کی راہیں
اہلِ ایمان اور صوفیوں کے لیے
جیل ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ رسالت مآب ہے

که «الدُّنیا سِجنُ المؤمنِ وَجَنَّةُ الکافِرِ» [1]

و دریں زندان باوجودِ سلاسل و اغلال جسم کثیف که بر پائی روحِ لطیف است بعضی از اخسّاءِ و اراذل در صحبتِ با نزہت حضرت با رفعت سلطنت مآبی روح انسانی افتاده اند۔

وآں که حکیم گفت:

؎ دریں زنداں حریفی چند باتست
کزاں یاراں رہائی بایدت جُست [2]

عبارت ازیں است

ترجمہ:۔ "دُنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کی بہشت ہے۔"

اور اس جیل خانے میں روحِ لطیف پر قائم جسم کثیف کی زنجیروں اور بیڑیوں کے باوجود بعض ادنیٰ اور گھٹیا قسم کے لوگ حضرت عالی مقام ولایت مآب کی صحبت کی بدولت روحِ انسان کہلائے جانے کے مرتبے پر پہنچے ہیں۔

کسی حکیم کا قول

تیرے کتنے ہی دشمن ہیں تیرے ساتھ
ضروری ہے نہ ہوں پھر یہ تیرے ساتھ

اسی حقیقت کا آئینہ دار ہے۔

---

[1] الحدیث مسلم باب الزہد جلد چہارم ص ۲۲۷۲ مطبوعہ رئاسۃ ادارات البحوث السعودیۃ۔ ترمذی مطبوعہ قرآن محل کراچی باب الزہد جلد دوم ص ۶۶
ابن ماجہ مطبوعہ ادارۃ احیاء السنۃ النبویۃ ابواب الزہد ص ۳۱۳
مسند امام احمد جلد دوم ص ۱۹۷، ص ۳۲۳، ص ۳۸۹، ص ۴۸۵

[2] یہ "بحر ہزج مسدس محذوف" میں سے ہے۔ اس کا منظوم ترجمہ بھی "بحر ہزج مسدس محذوف" میں سے ہے۔ وزن ہے:۔ مفاعیلن، مفاعیلن۔ مفاعیلن دو بار۔

علائق دنیا حریف ازاں سبب گفت
کہ بکثرتِ مصاحبت روحِ
مقدسِ انسانی حرفہ و مزاجِ آں
اراذل گرفتہ بحکم
”الصُّحبةُ تُؤَثِّرُ“
سه

وجہ تسمیہ حریف :-

ان بُرے خصائل کو حریف اس لیے کہا گیا ہے کہ بنا بر حکمِ فطری ”الصُّحبةُ تُؤَثِّرُ“
ترجمہ :- ”صحبت اثر انداز ہوتی ہے“
میل جول کی کثرت کی وجہ سے انسانی پاکیزہ روح ان بُرے خصائل کے مزاج و حرفت (یعنی پیشہ اور ہنر) سے آشنا ہو جاتی ہے۔

اصل برائیاں

بدانکہ رؤوس ذمایم ہفت
است
ے یکی بخل و دوم خشم و سوم آز
چہارم حقد و پنجم شہوت و باز
ششم کبر و حسد ہر ہفت یارت
کزیں یاراں خلل پذیرفت کارت سمه

اما بخل مقدم ذمایم است
جہت تقدیم او آں کہ او ضد کرم

جان لو کہ بُری بُری عادتوں کی جڑیں سات ہیں۔
ے اوّل بخل ہے ، دوم غصّہ ، سوم حرص
ہے کینہ خو چہارم ، بعد از حرص
ہے شہوت پانچواں ، چھٹا تکبّر
حسد ہفتم ، کرو تم پس تدبّر !!
کہ یہ سات ہیں تیرے یاران جانی
ہوئی اعمال کی ان سے تباہی

بخل تمام برائیوں کا پیش خیمہ ہے۔ اس

سه یہ عرفاء کے کلام میں سے ہے۔
سمه یہ ”بحر ہزج مسدس محذوف“ میں ہے۔ اسکا منظوم ترجمہ بھی اسی بحر سے انہی اوصاف کا حامل ہے

است وکرم از صفات اللہ است پس
ہر چہ از صفات اللہ ابعد واقصیٰ
(است) در مذمت اوجب
واولی است ۔

کے سرفہرست ہونے کی وجہ یہ ہے کہ
یہ "کرم" کی ضد ہے "کرم" اللہ تعالیٰ
کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے ۔
پس جو خصلت اللہ تعالےٰ کی صفات سے
دور تر اور ابعد ہوگی وہ مذمت کی زیادہ
لائق اور سزاوار ہوگی ۔

بُری خصلتوں کا ازالہ :-

ہر سعیدی کہ بعنایتِ ازلی
موفّق گردد خواہد کہ تبدیل آں صفت
کند بہ یکی از چند معنی میسّر گردد

جس نیک بخت بندے کی توفیقات میں
عنایات ازلی شامل ہوں اور وہ یہ چاہتا ہے
کہ ان بُرے خصائل کو دور کرے تو اس کو
یہ دولت (تبدیل اخلاق کے) چند طریقوں
میں سے کسی ایک طریقے سے حاصل ہو سکتی ہے

آسان اور کامیاب طریقہ

یا آنکہ در صحبت کامل (و) مکملی
عنانِ اختیار از دستِ نفس امارہ
بستاند و بتمامی اختیارِ خود بداں
صاحبِ وقت سپارد و پیش
تصرفِ او "کالمیت فی ید الغسال"

ا۔ یا تو (ا) کسی کامل و مکمل پیر مغاں کی صحبتِ
بابرکت میں رہ کر
(ب) اپنی زمام اختیار برائی پر خوب اکسانے
والے نفس سے چھین لے
(ج) اپنا کلی اختیار اس مرشد وقت پیر مغاں کے
حوالے کر دے ۔

شود و آں کامل بہ آبِ ولایت
خباثت (د) رذالت ازو بیرون
برد و تبدیلِ اخلاق بایں طریق از
جمیع طرق اقرب و اسہل است
و بدیں نوع در مدتِ قلیل خیرِ
کثیر حاصل تواں کرد از تبدیلِ
اخلاق وغیرہ،

(د) اس کے تصرفات کے آگے نہلانے والے کے
ہاتھ میں مردہ لاش کی مانند ہو اور وہ صاحب
وقت مرشد ولایت کے پانی سے اس کی اندرونی
خباثت وگندگی کو نکال کر اُسے پاک وصاف کرے

تبدیلِ اخلاق کا یہ طریقہ (دوسرے) تمام
طریقوں سے آسان اور کامیاب طریقہ ہے کیونکہ
اس طریقہ سے تبدیلِ اخلاق کے ذریعے کم عرصے
میں زیادہ فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

تبدیلِ اخلاق کا دوسرا طریقہ :-

یا آں کہ بنورِ حکمت و قیافت معلوم
کند کہ کدام صفت از صفات ذمیمہ
مصاحبِ اوست و قوت و ضعف
و غالبیت و مغلوبیتِ آں صفت
چہ مقدار است چوں نزد اربابِ
ذمیمہ محقق و مقرر گردد کہ ذمیمۂ
او کدام است؟ و کیفیتِ او
چیست؛ در تبدیلِ آں اجتہاد و
سعی بلیغ نماید بدیں نہج

یا حکمت و قیافت کے نور کے ذریعے یہ بات
معلوم کرے کہ اس میں کون سی بُری صفت
پائی جاتی ہے؛ اور اس بُری صفت کی قوت
و ضعف اور غالبیت و مغلوبیت کا زاویہ کیا
ہے؛ جب یہ بات اخلاقِ بد والے طے کر
چکے کہ اس کے اپنے اندر کون سی بُری صفت
ہے اور اس کا زاویہ کیسا ہے؟ تو اس
بُری خصلت کے دفعیے کی خاطر پوری
کوشش اور سعی بلیغ کا اس طرح مظاہرہ
کرے۔

بخل کا ازالہ :-

کہ اگر آں صفت بخل باشد
در بذلِ اموال کوشد و صحبتِ
کریماں را غنیمت شمرد

تا از برکت صحبتِ کریم
کریم گردد بحکم
"الصُّحْبَةُ تُؤَثِّرُ" ۵

کہ اگر اس میں موجود مذموم صفت بخل
کی ہے تو مال و دولت کے خرچ کرنے
میں مقدور بھر کوشش کرے ارباب
کرم کی ہمنشینی کو غنیمت جانے
تاکہ "الصُّحْبَةُ تُؤَثِّرُ" ۵ والے فرمان کے
مطابق ارباب کرم کی صحبت کی برکت سے
وہ خود بھی صاحب کرم ہو جائے۔

غصّے کا ازالہ

واگر آں صفت خشم بود
در حلم کوشد و کظمِ غیظ
بر خود واجب گرداند و
صحبت بمردمِ حلیم و
ملک صفت دارد تا
آں صفت ازو دور شود

اگر وہ مذموم صفت غصّے کی ہے
تو ۱۔ بردباری کو اپنانے کی کوشش کرے
۲۔ غصّے کو پی لینا اپنا فریضہ جانے۔ ۳۔
بردبار اور بادشاہ صفت ہستیوں کی صحبت
میں رہا کرے تاکہ وہ بُری صفت
اس سے دور ہو جائے۔

حرص کا علاج

واگر بعلّتِ حرص مبتلا بود

اور اگر وہ حرص کا مریض ہے تو اس

---

۵ حواشی :- اس کا ذکر حاشیہ نمبر ۳ میں گزرا ہے۔

در تجرید کوشد و بکسانی مصاحبت و مخالطت کند کہ دست از دنیا شستہ اند و مال و منال پیش ایشاں عظمی و مقداری ندارد ۔

مرض کے ازالے کی خاطر)
۱۔ ایسے لوگوں سے ہم نشینی اور میل جول رکھے جنہوں نے دنیا سے ہاتھ دھو لیا ہو اور دنیاوی مال و دولت ان کی نگاہوں میں ہیچ ہو۔

و آیات و احادیثی کہ دلالت برفنا و حقارتِ دنیا و خباثت و نجاست مال و زینتِ مال کند نصبِ عین سازد

۲۔ اور ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطمح نظر بنائے جو دنیا کی فنا و حقارت اور دنیوی مال و متاع اور زینت کی خباثت و ناپاکی پر دلالت کرتی ہوں۔

کینہ کا علاج

و اگر مرض وی حقد بُود نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ پیوستہ در مصالحت کوشد و اگر جزدی کراہتی از برادرِ مؤمن در خاطر ظہور کند در اسرع اوقات بے تأمل و تراخی بظہور آورد و بسیار باشد کہ بمجرد تلفظ منتفی شود و اگر منتفی نشود از بارى نفاق کہ مادۂ حقد

اگر وہ بیماری العیاذ باللہ کینہ کی ہے تو (اس کا نسخہ یہ ہے)
۱۔ ہمیشہ صلح کل کا مصداق ٹھہرنے کی کوشش کرے۔
۲۔ اگر اپنے اندر مؤمن بھائیوں سے متعلق ذرہ سی ناپسندگی دیکھے تو مطلق تامل اور دیری کے بغیر فوری طور پر اس رنجش کا اظہار کرے کیونکہ لبا اوقات وہ رنجش صرف ایک ہی لفظ سے بھی دور ہو سکتی ہے۔ اور اگر دور نہ ہو جائے تو بھی اس نفاق کے بوجھ سے چھٹکارہ مل

وکینہ است خلاصی یافتہ بُوَد
وبمردم سادہ لوح وبلند قد
یامیانہ قد اختلاط کند
و آیت ”وَلَا تَجْعَلْ فِیْ
قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“[1]
را وردِ خود سازد تا از برکتِ آں
حضرتِ حق اورا ازاں مرض
محفوظ دارد۔

ہی جاتا ہے جو حقد وکینہ کا پیش خیمہ ہے۔
۳- سیدھے سادھے اور قد آور یا درمیانی قد
والوں سے میل جول رکھا جائے۔
۴- آیت کریمہ ”وَلَا تَجْعَلْ فِیْ
قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“
ترجمہ:- اے ہمارے پروردگار! ہمارے
دلوں میں مومن بھائیوں سے کدورت نہ ڈال،
کو اپنا وردِ زبان بنائے رکھے تاکہ اس کی برکت سے
حق تعالیٰ اس کو اس مرض (کی ہلاکت خیزیوں) سے
بچائے۔

شہوت پرستی کا علاج

واں صفت اگر شہوت (بود)
معالجتِ آں الیسر است (کہ) در
تقلیلِ طعام کوشد و
بنامحرم خلوت نشود و
چشم از دیدن وگوش از
شنیدن ملاہی ومناہی و
حکایاتِ منحصی نگاہ دارد و

اگر وہ قلبی مرض شہوت پرستی ہے تو اس کا
علاج سب سے آسان ہے کہ۔
۱- کم خوری کا مظاہرہ کرے۔
۲- نامحرم کیساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔
۳- لہو ولعب، منکرات اور فضول کہانیوں
کے سننے سے کان کی اور دیکھنے سے
آنکھ کی (کڑی) نگرانی کرے۔

---

[1] حواشی:- القرآن سورۃ ”الحشر“ آیت ۱۰-

اگر ازیں معنی مرتفع و مندفع
نشود مناکحت اختیار کند
و محصونِ حصنِ سُنّتِ مصطفوی گردد

۴۔ اس کے باوجود شہوت پرستی کی بیماری
سے صحت یابی نہیں ہوئی تو نکاح کرے
اور سُنّتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلعہ میں
قلعہ بند ہو جائے۔

تکبّر کا علاج

و اگر آں صفتِ کبر بُوَد در
تواضع و مسکنت یدِ بیضا نماید
و در مجالس در تقدّم نکوشد
والبتہ جہد کند تا در صفِ
نعال بنشیند و اگر میسّر
نشود در صفوفِ متوسط و ازیں
تجاوز نکند
و در سلام گفتن تعمیم کند
و امتیاز میانِ اشراف و اجلاف در
صورت از قبائحِ اوصاف داند
و اقتداء و اقتفا بحضرتِ
بزرگواری کند کہ
إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ؎

اگر وہ تکبر کی بیماری ہے تو (اس کا علاج
یہ ہے کہ)
۱۔ تواضع و انکساری میں معجز نمائی کا مظاہرہ کرے
۲۔ مجلسوں میں صدر نشینی کی کوشش نہ
کرے بلکہ حتی الامکان جوتوں والی لائن میں
بیٹھنے کی سعی کرے۔ اگر اس صف کا حصول
نہ ہو سکے درمیانی لائنوں سے آگے نہ بڑھے
۳۔ سلام کو تذر عام کرے
۴۔ ظاہری معاملات میں شریفوں اور کمینوں
میں امتیازی سلوک برتنے کو برا جانے۔
۵۔ اس عظیم ہستی کی اتباع اور اقتداء
کرے جسکی اخلاقی عظمت کی دلیل
"إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ؎" ہے۔

؎ حواشی:۔ القرآن سورۃ "القلم" آیت ۴۔ ترجمہ یہ ہے: بے شک آپ اخلاق کے بڑے
درجے پر فائز ہیں۔

صفتِ اوست۔
و از صفتِ جبابرہ و اربابِ
دنیا اجتناب نماید۔

و تواریخ آباء و اجداد و
مباہات بداں متروک سازد
و اگر از علماء باشد علومِ
خود را مشترک داند میانِ
مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ
ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ
اَسْفَارًا ۸ و میان
العُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ۹
چوں معلوم نیست بتحقیق کہ او از
کدام فریق خواہد بود "یَوْمَ تُبْلَى
السَّرَائِرُ" ۱۰

۶۔ متکبرین اور دنیا دار لوگوں کی خصلت پسندی
سے دور رہے۔

۷۔ باپ دادوں کے کارنامے اور اُن پر
فخر و مباہات کو ترک کر دیا جائے۔

۸۔ اگر وہ خود اربابِ علم میں سے ہے
تو وہ اپنے علم کو
مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا
کے تحت محمولینِ تورات کے علم اور العلماءُ
وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ۹ کے مطابق
وارثینِ انبیاء کے علم کے درمیان جزء
مشترک جانے کیونکہ اسے یقینی طور پر
یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ خود "یَوْمَ
تُبْلَى السَّرَائِرُ" ۱۰ کے مصداق والے
دن کس گروہ میں سے ہوگا۔

---

۸ القرآن سورۃ "الجمعہ" آیت ۵۔ ترجمہ یہ ہے: جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا انکی حالت اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے۔ ۹ الحدیث بخاری کتاب العلم جلد ۱ ص ۱۶، ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۵۷، ابن ماجہ مقدمہ ص ۱۷ مسند دارمی ص ۵۲، مسند امام احمد جلد ۵ ص ۱۹۶ اور اصول کافی میں اس طرح سے ہے:

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام قَالَ: اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ... اصول کافی ج ۱ ص ۳۹

۱۰ حواشی: القرآن سورۃ "الطارق" آیت ۹۔ ترجمہ یہ ہے۔ جس دن تمام لوگوں کی قلعی کھل جائے گی۔

واگر از ارباب مال وجاه
باشد از آفت عزل و فقر
امین نبود و بموجب
"الدُّنیا جیفۃٌ وَّطالِبُہا
کِلابٌ" [1]
خود را در سلک انسان نشمرد
چوں حضرت نبیؐ مخبرِ صادق است
واگر خواہد کہ از مرتبہٴ کلبی
خلاص یافتہ شود ترکِ دنیائے
دنی کند و اقتدا مرداں
بکند
کایں زنِ زانیہ شوی کش دنیارا
گر علی وار طلاقش ندہم نامردم [2]

۹۔ اور اگر وہ دولت وجاہ والوں میں سے ہے تو افلاس اور برطرفی کی آفتوں سے مطمئن نہ رہے۔
حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
"الدُّنیا جیفۃٌ وَّطالِبُہا کِلابٌ" [1]
کی بناء پر وہ اپنے آپ کو زمرۂ انسان میں سے نہ جانے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سب سے زیادہ سچے خبر دینوالے ہیں۔ اگر کتا پن سے نجات کا خواہاں ہے تو اس کمینہ دنیا سے منہ موڑلے اور جواں مرد ہستیوں کی پوری پوری اتباع کرے
ہے یہ دنیا رنڈی اور شوہر کش و ہرجائی
اے جواں مرد بادے علیؑ سا تین طلاقیں اسکو

حسد کا علاج

واگر از ارباب حسد باشد
ایثار مؤمنان کہ برادرانِ دین
اند۔

۱۰۔ اور اگر وہ حاسدوں میں سے ہے تو (اس کا علاج یہ ہے کہ)

---

[1] الحدیث۔ ترجمہ یہ ہے۔ دنیا مردار ہے اور اسے چاہنے والا کتا ہے۔

[2] بحر رمل مثمن ابتر" سے ہے۔ اس کے منظوم ترجمہ کا وزن بھی یہی ہے۔ وزن ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن" دوبار

برخود واجب شمرد و
یقین داند کہ در ازلِ
ازال حضرتِ ذوالجلال
ہر فردی از افرادِ موجودات
نصیبی معیّن و مقدّر
ساختہ وازاں معنی تجاوز
ممکن نیست باتفاق

۱- اپنے اوپر مؤمنوں کو جو اس کے اپنے دینی بھائی ہیں، ترجیح دینا ضروری خیال کرے۔

۲- یقین جانے کہ موجوداتِ عالم میں سے ہر ہر فرد کو بروزِ ازل جو حصہ اللہ تعالٰے نے مقرر و مقدّر کیا ہے، اربابِ شریعت، اربابِ طریقت اور اربابِ تنجیم وحکمت کا اتفاق ہے کہ اس میں کمی بیشی ممکن نہیں ہے۔

اربابِ شریعت کا اتفاق

نزدِ اربابِ شریعت بحکمِ نصوص
مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ
عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ [1]

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ
وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ [2]

اربابِ شریعت کو اس سے ان نصوص کی وجہ سے اتفاق ہے۔

۱- مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ .... الخ [1]

ترجمہ:- کوئی آفت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں۔
بے شک یہ اللہ کے لیے آسان کام ہے

۲- وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ ..... الخ [2]

---

[1] القرآن سورت "الحدید"، آیت ۲۲

[2] حواشی:- القرآن سورۃ "القمر" آیت ۵۲، ۵۳۔

وَبِالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ [15]

ترجمہ:- اور جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں سب الواحِ تقدیر میں مندرج ہیں اور ہر چھوٹی بڑی بات اس میں لکھی ہوئی ہے۔

وَبِالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ ۔ [15]

ترجمہ:- اور سچے اعتقاد سے یہ ماننے کہ نیکی اور بدی (سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہیں۔

ارباب طریقت کا اتفاق

ونزدِ اربابِ طریقت بحکم "وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ" [16] "وَقُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ" [17] وَ "قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ" [18]

اربابِ طریقت کو حسبِ ذیل قرآنی آیات کی وجہ سے اس حقیقت سے اتفاق ہے۔

وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ [16]

ترجمہ:- اور ہم میں سے ہر ایک کا الگ الگ معین درجہ ہے۔

۲- قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ [17]

ترجمہ:- آپ فرما دیجئے کہ ہر ہر شخص اپنے اپنے

---

[15] الحدیث مسلم کتاب الایمان جلد ۱ صفحہ ۲۷، نسائی کتاب الایمان صفحہ ۲۶۴، ابن ماجہ باب الایمان صفحہ ۸

ذخیرۃ الملوک از امیر کبیر شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ باب اول

[16] القرآن سورۃ "الصّٰفّٰت" آیت ۱۶۴ -

[17] القرآن سورۃ "الاسرآء" آیت ۸۴ -

[18] القرآن سورت "البقرۃ" آیت ۶۰

طریقہ پر کام کر رہا ہے۔

۳۔ قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَھُمْ [۱۸]

تحقیق ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا۔

ماہرینِ نجوم و حکمت کا اتفاق

ماہرین نجوم و حکمت بھی اس حقیقت سے اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں :

وَنزدِ اربابِ تنجیم و حکمت
نصیب ما چنیں آمد چہ چارہ
چہ شاید کرد با سیرِ ستارہ [۱۹]

اگر قسمت ہماری ہے زبوں حال
ہے کیا چارہ؛ ستارہ ہے فسوں چال

نتیجہ:-

اگرچہ الفاظ مختلف است
معانی متفق است
حسب
عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ [۲۰]

عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ [۲۰] والے فرمان کے مطابق اگرچہ ان تمام اربابِ ذوق کے عبارات والفاظ مختلف مختلف ہیں پر ان تمام عبارات سے ایک ہی مطلب نکلتا ہے۔

---

۱۹ یہ بحر ہزج مسدس محذوف " سے ہے اس کے منظوم اُردو ترجمہ بھی وزن یہی ہے وزن ہے: مَفَاعِیْلُنْ مَفَاعِیْلُنْ، فَعُوْلُنْ دو بار

۲۰ کلام عرفاء میں سے ہے۔ دوسرا مصرع یوں ہے۔ وَکُلٌّ اِلٰی ذَاکَ الْجَمَالِ یُشِیْرُ

اصل خوبیاں

اما اخلاقِ حمیدہ چنیں است
تواضع پس کرم وانگہ قناعت
کم آزاری و پس پرہیز و طاعت
دگر حکمت اگر ہستی خردمند
کسل زانہا و با اینہا بپیوند[1]

کلی طور پر پسندیدہ صفات حسبِ ذیل ہیں:۔
تواضع ہے کرم ہے اور قناعت!
نہ دینا دُکھ، کرو پرہیز و طاعت
ہے اور حکمت، اگر ہے تو عقلمند
بجائے خامیوں کے دل یہاں باندھ

نیکی اور بدی میں تضاد:۔

چوں موفقی در تبدیل
اخلاق کوشد دائم مرتفع گردد،
اخلاقِ حمیدہ ظاہر گردد
و رفعت و قوت یابد
"فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ"[2]
احتیاجِ تعدادِ اکتسابِ فضائل نیاید۔

اگر کوئی توفیق یافتہ شخص اخلاق کی درستی
کی کوشش کرے تو حسبِ فرمان خداوندی
"فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ"[2]
ترجمہ:۔ تو اللہ تعالٰے ایسے لوگوں کی بدیوں کو
نیکیوں سے بدل دیں گے"
قابلِ مذمت صفتوں کا ازالہ ہو جاتا ہے، اچھے
اچھے فضائل کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے معنوی
رفعت و قوت کا حامل ہونے کی وجہ سے اس کے

---

[1] حواشی:۔ یہ اور اس کا منظوم اردو ترجمہ دونوں "بحر ہزج مسدس محذوف" میں سے ہیں۔
[2] القرآن سورۃ "الفرقان" آیت ۷۰۔

چوں از انعدامِ مذمومات
وجودِ محمودات لازم آید از اکتساب
محمود است زہوقِ مذمومات بروفق
"جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ"[۲۳]

اکتسابی عمل کو کسی تعداد کی احتیاج نہیں رہتی
جب اچھی اچھی صفتوں کا موجود ہونا بُری
بُری صفتوں کے ازالے کا لازمی نتیجہ ہے۔ تو
ارشادِ باری تعالےٰ "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ"
ترجمہ:۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا"
کے مطابق بُرے خصائل کا مٹ جانا بھی اچھے
خصائل میں سے ہے۔

خلاصۂ کلام

حاصلِ کلام آنکہ اگر بطریقِ
قیافت و فراست و حکمت
در تبدیلِ اخلاق کوشد
در دھور و اعصارِ کثیرہ
متبدل گردد یا نگردد

اس گفتگو کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی
حکمت و فراست اور قیافت کے
ذریعے بُرے اخلاق کے ازالے
کی کوشش کرے تو لمبے عرصے
اور زیادہ وقت گزرنے کے بعد ہی کوشش
کامیاب ہوتی ہے یا پھر بھی ناکام رہتی ہے

و اگر چنانچہ حضرتِ منان
مستعان منت نہد و اعانت کند
صاحبِ دولتی را بصحبتِ ولی مرشد
رساند اندک فرصتی نگزرد کہ

اور اگر احسانات والے خدائے مستعان
کا فضل و کرم اور تائید خداوند کسی نیک
بخت آدمی کا شاملِ حال ہو جائے اور وہ
اُسے کسی کاملِ مرشد کی صحبتِ فیض اثر سے

---

۲۳ ے القرآن سورۃ "الاسراء" آیت ۸۱ ۔

از جمیع ذمائم خلاص و بجمیع حماید اختصاص یابد ۔

؎
کمال از صحبتِ مرداں تواں یافت
دُر از دریا و لعل از کاں تواں یافت
دلا در صحبتِ اہلِ صفا باش
چو صحبت یافتی اہلِ وفا باش ۲۴ے

"مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا" ۲۵ے

مضمونِ آیت شریفہ آں کہ ہر کہ را براۓ وی ولی مرشد نیابی یقین می داں کہ حضرتِ حق وی را ضلالت نصیب کردہ از خوان تقدیرِ ازلی بنو و ہیچ تدبیر ۔

نوازے تو تھوڑے ہی عرصے میں وہ نیک بخت انسان تمام بُرے اخلاق سے پاک و صاف ہو کر اچھے اچھے اخلاق سے متصف ہو جاتا ہے ۔

؎
کمال ملتا ہے مردوں کی نظر سے
گہر دریا سے، لعل کان و حجر سے
صفا کیشوں کی صحبت میں رہا کر
میسر ہو اگر صحبت وفا کر

ہدایت دینا اور گمراہ کرنا خدا ہی کا کام ہے

"جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو اللہ راہ سے بھٹکا دے تو آپ اُسکے لیے کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے ۔"

اس آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کا کوئی مرشد نہ ہو تو یقین جانیئے کہ حق تعالٰے نے گمراہی کو تقدیر کے دسترخوان سے اس کا حصہ قرار دیا ہے جو تدبیر سے ہٹایا نہیں جا سکتا ۔

۲۴ے یہ اور اس کا منظوم اردو ترجمہ دونوں "بحر ہزج مسدس محذوف" سے ہیں ۔

۲۵ے القرآن سورت "الکہف" آیت ۱۷

اوصافِ شیخ

ای عزیز! جہد نمای و دامن دولتِ صاحبِ وقتی بدست آر کہ در شریعت و طریقت و حقیقت کامل و مکمّل باشد، علامات آں کہ مُتشرِع و دانا باشد و در علم قیافت و فراست اشکال و صُوَر اعضاء و جوارح وی منافی معنی وی بنود و در سلسلۂ مشائخ باشد کہ مسلّم باشند آں کاملاں نزدِ ارباب شریعت و طریقت و از پیشِ شیخ خود مجاز باشد

اے پیارے! کوشش کر اور اس زمانے میں کسی ایسے معنوی دولت کے مالک امام کے دامن کو تھامے رکھ جو شریعت، طریقت اور حقیقت میں (بذاتِ خود) کامل اور (روحانی تربیت کے ذریعے) دوسروں کو کمال تک پہنچانے والا ہو۔ ایسے (باکمال پیر) کی خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ شریعت کا پابند ہو۔

۲۔ عقل و دانش کا مالک ہو۔

۳۔ علمِ قیافہ اور فراستِ اشکال میں ید طولیٰ رکھتا ہو (کیونکہ انسان کے ظاہری) اعضاء و جوارح اس کے معنوی اوصاف کے خلاف نہیں ہوتے۔

۴۔ مشائخ کے ایک ایسے روحانی سلسلے سے وابستہ ہو جس کے تمام مشائخ (کی بزرگی)، اربابِ شریعت و طریقت کے ہاں مسلم ہو۔

۵۔ اپنے روحانی مرشد کا اجازت یافتہ ہو۔

و در اخذِ بیعت و ارشاد و سلوک و ریاضات و اربعینات وی موافقِ سنت بُود - و از نخوای

۶۔ اس کا بیعت لینا، ارشاد و سلوک، ریاضتیں اور چلہ کشی کے اصول سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ دار ہوں۔

سخنان وصحبتِ وی معنی وہمت (بظہور) می آید از رفیقاں و مصاحبانِ وی سلوک و ریاضت معلوم شود و از مقتدیان وی بعضی بمکاشفات ومشاہدات واحیاء قلب کہ صوتِ ذکرِ قلبی محسوس است (بظہور انجامد) و دلیلِ صریح براحوالِ اربابِ قلوبِ مشرف شدہ باشد ایں معنی دلیل بود بداں کہ صحبتِ وی منتج است واو باوجود کامل مکمِّل است۔

۷۔ اس کی گفتگو معنی خیز اور صحبت ہمت آفرین ہوں۔

۸۔ اس کے مصاحب اور ہم رکاب سلوک و ریاضت کی جھلکی دکھاتے ہوں۔

۹۔ اسکی تابعداری کرنے والوں میں سے چند ایک مشاہدات ومکاشفات اور احیاءِ قلب جو ذکرِ قلبی سے محسوس ہونے والی آواز کو کہتے ہیں، کی منازل طے کر چکے ہوں۔

۱۰۔ اربابِ قلوب کے احوال سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہو کیونکہ یہی امر نتیجہ خیز ہوا کرتا ہے۔ اور خود کامل ہونے کے باوصف (روحانی تربیت کے ذریعے دوسروں کو بھی) کمال تک پہنچانے کی صلاحیت رکھنے کی دلیل ہے۔

چوں بسیار از اربابِ کمال دیدہ و شنودہ شد کہ عقیم بودند واز دامنِ دولتِ ایشاں صاحبِ کشف مرشدی نخاست بعضی از علامات جزوی جہت تنبیہہ در قلم آمد چوں بحقیقت ولی را جز ولی نتواند شناخت

بہت سے اربابِ کمال کو دیکھا گیا اور ان سے متعلق سُنا گیا کہ وہ بالکل بانجھ تھے اور ان کے معنوی اقبال مندی کے دامن سے کسی صاحب کشف مرشد نے جنم نہیں لیا۔ (اس لیے صادق الارشاد پیروں کی نشاندہی اور) تنبیہ کی خاطر چند جزوی علامات حوالۂ قلم کی گئیں لیکن حقیقت میں ولی کو ولی کے سوا

کوئی نہیں پہچان سکتا۔

ہم ولی را ولی تواں دید
مصطفٰی را علی تواں دید[۲۶]

"اِنَّمَا یَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ
مِنَ النَّاسِ ذُو الْفَضْلِ"[۲۷]

صرف ولی نے ولی کو جانا
مصطفٰے کو علیؑ نے جانا

بے شک ارباب فضل وکمال کی پہچان
صرف ارباب فضل کو ہی ہوتی ہے۔

اختتامیہ

حضرتِ حق سبحانہٗ وتعالےٰ جمیع طالبانِ ذروۂ علیاء لقاء اللہ بشرفِ صحبتِ یکی از مردانِ مرد برسانا د و تا از اخلاقِ ذمیمہ مبرّا و با خلاق حمیدہ مزیّن و مُحلّا و دیدۂ دل و سِر و روح مفتوح و بشرابِ تجلیات صاحب غبوق و صبوح گرود۔

اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

حق سبحانہ وتعالےٰ نے تمام طالبانِ حق کو دیدارِ خداوندی کی بلند چوٹی کسی مردِ کامل کے فیض صحبت میں سر کرا دے تا کہ وہ تمام بُرے اخلاق سے پاک اور اچھے اچھے اخلاق سے آراستہ و پیراستہ ہوں، دل، سِر اور روح کی (بصیرت آفروز) نگاہیں کھل جائیں اور صبح وشام خدا تعالےٰ کی تجلیات کی شراب سے سرشار ہوں۔

بے شک خدا تعالےٰ کی ذات قریب اور دعاؤں کو شرف قبول بخشنے والی ہے۔ تمام تعریفیں صرف خدائے واحد کے لئے ہیں اور سلام ہو اُس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

---

۲۶ یہ شعر اور اس کا منظوم ترجمہ دونوں بحر متدارک مجزوّ "میں" ہے۔
۲۷ یہ کلام عرفا میں سے ہے۔